محمد وسیم اختر مفتی

عمر فاروق رضی اللہ عنہ

[''سیر وسوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

―― ۳ ――

اللہ تعالیٰ کی مداولۂ ایام کی سنت جاری تھی، اسلام قبول کرنے کے بعد عرب نئے جذبے کے ساتھ ابھر رہے تھے تو ایرانی اندر سے کمزور پڑ رہے تھے۔ شیرویہ بن خسرو پرویز (قباذ دوم ۶۲۸ء) نے تخت شاہی پر بیٹھتے ہی اپنے باپ خسرو پرویز (خسرو دوم ۵۰۹ تا ۶۲۸ء) اور سترہ بھائیوں کو قتل کرا دیا تھا اور پھر خود اسے بھی زہر دے کر مار دیا گیا، اس طرح چار برس کے اندر نو بادشاہ بدلے گئے۔ جب ایرانی بادشاہ گروں نے اردشیر (۶۲۸ء تا ۶۲۹ء) کے بیٹے شہریران (۶۲۹ء) کو متفقہ طور پر بادشاہ بنایا تو اسے بھی جنگ بابل میں ایسی شکست ہوئی کہ اس صدمے سے چڑھنے والے بخار نے اس کی جان لے لی۔ پھر اس کا بیٹا سابور (۶۲۹ء) راج گدی پر بیٹھا تو وہ بھی محلاتی سازشوں کا شکار ہوا، اسے اس کی بہن آزرمی دخت نے قتل کیا۔

خلیفۂ ثانی نے ابوعبید ثقفی کو عراق جانے والے لشکر کی قیادت سونپ کر مثنیٰ بن حارثہ کو اکیلے حیرہ کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ جب وہ حیرہ پہنچے تو کسریٰ (خسرو) کی بیٹی بوران (۶۲۹ء تا ۶۳۱ء) تخت نشین ہو چکی تھی، ایرانی جرنیل رستم نے آزرمی دخت کی فوج کو شکست دے کر اس کا راستہ صاف کیا تھا، اس لیے بوران نے اس کو وزیر اعظم اور ایرانی افواج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ مثنیٰ ایران میں ہونے والی اتھل پتھل سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے، لیکن وہ اکیلے کچھ نہ کر

سکتے تھے۔ ادھر ابوعبید کو اپنا لشکر تیار کرتے کرتے ایک ماہ لگ گیا، مدینہ سے چلا ہوا ان کا چار ہزار کا جیش راستے میں شامل ہونے والے دستوں کو ملا کر دس ہزار ہو چکا تھا۔ ان کے عراق پہنچنے پر مثنیٰ خبان جا چکے تھے، انھیں رستم کی فوجی تیاریوں کا علم ہوا تو انھوں نے محفوظ مقام پر جانا بہتر سمجھا۔ رستم نے مسلمان فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے دو لشکر تیار کیے تھے، ایک جابان کی قیادت میں حیرہ کو چلا تو دوسرا نرسی کی سالاری میں دجلہ و فرات کے بیچ واقع کسکر کو روانہ ہوا۔ نمارق کے مقام پر ابوعبید ثقفی کی سپاہ اور جابان کی فوج میں سخت جنگ ہوئی جس میں جابان کو شکست ہوئی، وہ اور اس کا کمانڈر مردان شاہ قید ہوئے۔ بوران کو معلوم ہوا تو اس نے جالینوس کی سرکردگی میں نرسی کے لشکر کو کمک بھیج دی۔ ابوعبید نے جالینوس سے زیادہ تیز رفتاری اختیار کی اور سقاطیہ کے مقام پر نرسی کے لشکر کو جا لیا۔ لڑائی نے طول پکڑا تو قلب کے کمانڈر مثنیٰ بن حارثہ اپنے دستے کو جدا کر کے چار کوس کا چکر کاٹ کر ایرانی لشکر پر عقب سے حملہ آور ہوئے۔ اب نرسی نے ثابت قدمی نہ دکھائی، اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور اس نے بہت سا مال غنیمت چھوڑ کر راہ فرار پکڑی۔ شکست کی خبر سن کر جالینوس کی فوج نے بارسما (باقشیا) کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا، ابوعبید نے پیش قدمی کر کے اس پر حملہ کیا اور اسے بھی ہزیمت سے دوچار کیا۔ ابوعبید اور مثنیٰ کی فوجی کارروائیوں سے ایرانی حکومت کی مدد کرنے والے زمین دار (دہقان) گھبرا گئے اور انھوں نے اسلامی فوج سے صلح کر لی۔ جنگ سقاطیہ سے حاصل ہونے والے مال غنیمت میں سے خمس عمر کی خدمت میں مدینہ بھیج دیا گیا، خود فوجیوں کو نرسیان نامی کھجور سے بڑھ کر کوئی شے پسند نہ آئی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

سپہ سالار رستم اسلامی افواج کی کامیابی سے بہت جزبز ہوا، اس نے اہل دربار کی رائے لی کہ کون سا جرنیل عربوں کا سخت مقابلہ کر کے اپنی شکستوں کا بدلہ لے سکتا ہے؟ جواب ملا: بہمن جاذویہ۔ چنانچہ رستم نے تین ہزار سپاہ، تین سو ہاتھی اور کثیر سامان جنگ دے کر بہمن جاذویہ کو روانہ کیا۔ جالینوس پھر ساتھ تھا، آگے چیتے کی کھال کا بنا ہوا خسروی پرچم درفش کاویانی پھڑ پھڑا رہا تھا۔ یہ لشکر دریاے فرات کے کنارے واقع قس ناطف پر مقیم ہوا۔ ابوعبید بن مسعود نے دوسرے کنارے پر مروحہ کے مقام پر ڈیرا ڈالا۔ چند روز کی خاموشی کے بعد باہمی رضامندی سے دریا پر پل تعمیر کیا گیا۔ بہمن نے ابوعبید سے دریافت کیا کہ تم دریا عبور کرو گے یا ہم ادھر آئیں؟ ان کے ساتھیوں نے ایرانیوں کو دریا کے اس پار بلانے کا مشورہ دیا، لیکن ابوعبید نے اسے عزت کا مسئلہ سمجھا، ان کے نزدیک خود پیش قدمی نہ کرنا کم ہمتی تھی۔ وہ حضرت عمر کی نصیحت بھول گئے کہ ''تم مکر و خیانت والی سرزمین کی طرف جا رہے ہو۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیے بغیر کوئی قدم نہ اٹھانا'' اور سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ کی اس دہائی کو نظر انداز کر دیا کہ

ایرانی کیل کانٹے سے لیس ہو کر آئے ہیں، ان سے دریا کے اس پار مقابلہ کرنا مناسب ہے۔ ایرانی لشکر اور دریا کے بیچ چھوٹا سا میدان مسلمان فوج سے کھچا کھچ بھر گیا، یہاں محدود نقل و حرکت ہی ممکن تھی۔ جب ہاتھیوں پر سوار اگلے ایرانی دستوں نے تیر اندازی شروع کی تو مسلمانوں کے گھوڑے بدک گئے۔ ابوعبید نے پیادہ حملہ کرنے کا حکم دیا، اب ہاتھی پیدل فوج کو کچلنے لگے، مسلمان سپاہیوں نے کئی ہاتھیوں کی سونڈیں کاٹیں اور ان کے سواروں کو گرا کر مارا، لیکن تابہ کے؟ خود ابوعبید پر ایک زخمی سفید ہاتھی چڑھ دوڑا اور ان کی پسلیاں توڑ ڈالیں، ان کی شہادت کے بعد ان کے مقررہ بنوثقیف کے چھ آدمیوں نے کمان سنبھالی اور باری باری جام شہادت نوش کیا۔ آٹھویں علم بردار مثنیٰ بن حارثہ ہوئے، تب تک اسلامی لشکر مائل بہ فرار ہو چکا تھا۔ عبداللہ بن مرثد نے دریا کا پل توڑ ڈالا، اب لوگ دریا میں گرنے لگے۔ مثنیٰ فارسی فوج کے سامنے ڈٹ گئے اور پل دوبارہ تیار کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے بچے کھچے فوجیوں کو دریا پار کرنے کا موقع دیا اور خود آخر میں لوٹے۔ ۹ ہزار مسلمانوں میں سے ۶ ہزار شہید ہو گئے جن میں سلیط بن قیس، عتبہ، عبداللہ اور ابوامیہ فزاری جیسے صحابہ شامل تھے۔ اسلامی فوج نے شکست تو کھائی، ایرانیوں کا بھی کم نقصان نہ ہوا۔ ان کے بھی ۶ ہزار جنگجو کھیت رہے اور اتنی ہمت نہ رہی کہ فرار ہوتی ہوئی فوج کا تعاقب کرتے۔ صرف جابان اور مردان شاہ کچھ فوج لے کر مثنیٰ کے پیچھے الّیس تک آئے۔ یہ پکڑے گئے اور ان سب کی گردنیں اڑا دی گئیں۔ یہ الم ناک معرکہ جسے جنگ جسر (پل والی جنگ) کا نام دیا گیا، شعبان ۱۳ھ میں پیش آیا۔ سب سے پہلے عبداللہ بن زید مدینہ پہنچے، پھر کچھ اور لوگ گردنیں جھکائے شرمساری سے لوٹے، لیکن زیادہ تر شرمندگی کے مارے مدینہ کے نواحی دیہاتوں میں ٹک گئے۔ جنگ میں شامل بنونجار کے قاری معاذ جب 'و من یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئة فقد باء بغضب من اللّٰہ و مأواہ جھنم و بئس المصیر' 'اور جو اس (جنگ کے) دن ان (کافروں) کو پیٹھ دکھائے گا بغیر اس کے کہ جنگ ہی کے لیے داؤ چل رہا ہو یا کسی (فوجی) گروہ سے ملنا چاہتا ہو، واقعتاً وہ اللہ کے غضب کا شکار ہو گا، جہنم اس کا ٹھکانا ہو گا اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔' (انفال ۸: ۱۶) والی آیت تلاوت کرتے تو رونا شروع کر دیتے۔ عمر بن خطاب ان کو تسلی دیتے، معاذ، نہ روؤ، میں تمھاری فوج ہوں اور تو میری پناہ میں آیا، میں ہر مسلمان کی فوج ہوں۔ حضرت عمر کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے جو آپ نے غزوۂ موتہ سے بچ کر بھاگ آنے والوں کے بارے میں فرمایا۔ آپ کا ارشاد تھا: 'وہ فرار اختیار کرنے والے نہیں، بلکہ اللہ نے چاہا تو پلٹ کر حملہ کرنے والے ہوں گے۔'

اب حضرت عمر فاروق نے اہل فارس کا مقابلہ کرنے کے لیے خاص اہتمام کیا اور مثنیٰ کی مدد کے لیے تازہ دم فوج

www.javedahmadghamidi.com www.ghamidi.net

تیار کی۔ سب رضا کار شام جانا چاہتے تھے، حضرت عمر نے خمس کا ایک چوتھائی دینے کا وعدہ کر کے بنو بجیلہ کو عراق جانے پر راضی کیا۔ جنگ جسر سے بچ کر آنے والے بھی ساتھ ہو لیے پھر بنو ازد، بنو کنانہ اور دوسرے کئی قبائل نے شمولیت اختیار کی۔ خود مثنیٰ نے عراق سے نئی بھرتیاں کیں، بنو نمر و تغلب کے نصاریٰ اور عراق میں مقیم عرب ایرانیوں کے خلاف لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ادھر ایران میں اقتدار رستم اور فیرزان میں بٹ چکا تھا، ان دونوں نے عرب میں پروردہ مہران ہمدانی کی قیادت میں ۱۲ ہزار کا لشکر تیار کر کے روانہ کیا، ہاتھی پھر مقدمۂ جیش میں تھے۔ مثنیٰ نے جریر بجلی کو جلد پہنچنے کا پیغام بھیجا اور فرات کے کنارے مقام بویب پر چھاؤنی ڈال دی۔ دریا پھر دو فوجوں میں حائل تھا، اب کے بار مہران نے مثنیٰ کو دریا کے اس پار آنے کی دعوت دی تو انھوں نے ایرانی لشکر کو دریا عبور کرنے کو کہا۔ ایرانیوں نے بویب پہنچ کر اپنی فوج تین صفوں میں ترتیب دی، ہر صف میں ہاتھی شامل تھے۔ مثنیٰ نے اپنے شموس نامی گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کا چکر لگایا، سپاہیوں کو جوش دلایا اور فرض روزہ کھولنے کا مشورہ دیا۔ ابھی انھوں نے حملہ شروع کرنے کے لیے نعرۂ تکبیر بلند کیا تھا کہ ایرانی لشکر مسلمان فوج پر ٹوٹ پڑا۔ مسلمان فوج میں شامل بنو عجل کا دستہ اکھڑنے لگا تھا کہ مثنیٰ نے انھیں عار دلائی، مسلمانوں کو رسوا نہ کرنا۔ پھر وہ گھمسان کے رن میں صفیں چیرتے ہوئے ایرانی سپہ سالار مہران کے سر پر پہنچ گئے، اس پر ایسا شدید حملہ کیا کہ وہ اپنی پوزیشن چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ ایرانی اپنے کمانڈر ان چیف کو بچانے کے لیے پلٹے تھے کہ مسلمان فوج اس زور سے حملہ آور ہوئی کہ انھیں دریا کی طرف دھکیل دیا۔ جنگ کا پانسہ پلٹا تو ایرانی بھاگنے کے لیے دریا کے پل کو مڑے، اسی اثنا میں مثنیٰ کے دستوں نے پل توڑ کر انھیں پیچھے سے گھیر لیا۔ وہ مسلمان فوج میں بری طرح گھر گئے، ایک ایک مسلمان نے دس دس ایرانی مارے، اس لیے جنگ بویب کو دسیوں والی جنگ (یوم الاعشار) بھی کہا جاتا ہے۔ ایک تغلبی عیسائی نے مہران کو قتل کیا۔ اگلے روز بھی ایرانیوں کا قتل جاری رہا، ان کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ شمار کی گئی۔ ایرانیوں کی لاشیں وہیں پڑی رہیں، کوئی انھیں اٹھانے والا نہ تھا۔ ایک طویل مدت کے بعد جب کوفہ کی تعمیر ہوئی تو ان کی بچی کھچی ہڈیوں پر مٹی ڈالی گئی۔ مسلمان شہدا کی گنتی صرف ایک سو تھی۔ اسلامی فوج نے زندہ بھاگنے والوں کا ساباط تک تعاقب کیا۔ یوم بویب رمضان ۱۳ھ میں پیش آیا۔ اس کے بعد مثنیٰ نے خنافس اور انبار کو فتح کیا، دجلہ پہنچ کر انھوں نے بغداد اور تکریت کو زیر کیا تو عراق کی فتح مکمل ہو گئی۔

اہل فارس کی قسمت کا فیصلہ ہونا ابھی باقی تھا، دارالخلافہ مدائن ان کے پاس تھا۔ فیرزان اور رستم نے آپس کی لڑائی کو موقوف کیا اور نام کی ملکہ بوران بنت خسرو پرویز (۶۲۹ء تا ۶۳۱ء) کو مشورہ دیا کہ شاہی خاندان کے تمام افراد

جمع کر کے کسی مرد کو اقتدار سونپا جائے۔ اس کے بھائی اور پیش رو شیرویہ بن خسرو پرویز (قباذ دوم ۶۲۸ء) نے اپنے باپ خسرو پرویز (خسرو دوم ۵۹۰ء تا ۶۲۸ء) اور بھائیوں کو قتل کرایا اور خود بھی ہلاک ہو گیا تو شاہی خاندان کا صرف ایک بچہ، دونوں کا بھتیجا یزدگرد بن شہریار بن خسرو پرویز بچا، جسے اس کی ماں نے ماموؤں کے پاس بھیج دیا۔ اس کی عمر ۲۱ سال ہو چکی تھی، اسے بلا کر دادا کا تخت سونپا گیا اور تمام اعیان سلطنت اس کے معاون بن گئے۔ اقتدار کی کش مکش ختم ہوئی تو ایرانی مسلمانوں سے انتقام لینے کی تیاریاں کرنے لگے۔ مثنیٰ بن حارثہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے خلیفۂ ثانی عمر بن خطاب کو لکھ بھیجا کہ ایرانیوں کا جوابی حملہ ہوا تو آس پاس کے زمین دار اور نصاریٰ پھر ان سے جا ملیں گے۔ خط حضرت عمر تک پہنچا نہ تھا کہ انھیں اپنا لشکر لے کر ذی قار جانا پڑا، وہ وہاں پہنچ کر خلیفہ کی مدد کا انتظار کرنے لگے۔ عمر رضی اللہ عنہ حج کو روانہ ہو رہے تھے، انھوں نے خط پڑھ کر کہا: بخدا، میں ایرانی شہنشاہوں کا عرب بادشاہوں کے ذریعے سے قلع قمع کر دوں گا، پھر مثنیٰ کو پیغام بھیجا کہ ربیعہ و مضر کے سرحدی قبائل کو طلب کر کے اپنی جمعیت مضبوط کرو اور خود بھی سرحدوں کے پاس محفوظ علاقے میں آ جاؤ۔ جب وہ حج سے لوٹے تو مدینہ عراق جانے کے لیے تیار افراد سے بھر چکا تھا، چار ہزار کے اس لشکر کے مقدمہ پر انھوں نے طلحہ کو، میمنہ پر زبیر بن عوام کو اور میسرہ پر عبدالرحمان بن عوف کو مقرر کیا اور خود کمانڈر ان چیف کی جگہ سنبھالی۔ حضرت علی کو اپنا قائم مقام بنا کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ لشکر چشمۂ صرار پہنچا، اہل لشکر بضد تھے کہ حضرت عمر ہی قیادت کرتے ہوئے ایران جائیں۔ اسی اثنا میں حضرت عثمان بن عفان آئے اور مشورہ دیا: امیر المومنین کا خود ایران کوچ کرنا مناسب نہیں، عبدالرحمان بن عوف نے ان کی تائید کی۔ دیگر اکابر صحابہ سے مشورہ کیا گیا تو یہی فیصلہ ہوا کہ حضرت عمر مدینہ میں مقیم رہیں۔ لشکر کی سربراہی کے مشورے جاری تھے کہ نجد سے سعد بن ابی وقاص کا خط موصول ہوا جس میں ایک ہزار سواروں کا دستہ تیار کرنے کی اطلاع دی گئی تھی۔ سب پکار اٹھے، امارت جیش کے لیے حضرت سعد ہی موزوں ہیں۔ وہ صرار پہنچے تو لشکر روانہ ہوا۔ حضرت عمر نے حضرت سعد کو نصیحت کی کہ تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں ہونا کسی دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اللہ کے دین میں اعلیٰ اور کم تر ذاتوں والے برابر ہیں۔ رسول اللہ جس عمل کو نہ چھوڑتے تھے، تم بھی اسی سے چپکے رہنا۔ لشکر کی روانگی کے بعد بھی حضرت عمر مدینہ آنے والے رضا کاروں کو شمولیت کے لیے بھیجتے رہے۔ لشکر ثعلبہ تک پہنچا تھا کہ مثنیٰ کو اجل نے آن لیا، جنگ جسر میں انھیں آنے والے زخم بگڑ کر جان لیوا ثابت ہوئے، مرتے وقت انھوں نے بشیر بن خصاصیہ کو اپنی آٹھ ہزار کی فوج کا کمانڈر مقرر کیا۔ مدینہ سے دو ہزار یمنی اور دو ہزار نجدی بہادروں کی کمک آئی، شراف میں بنواسد کے تین ہزار اور اشعث بن قیس کے دو ہزار ساتھی شامل ہوئے، مثنیٰ کے آٹھ ہزار فوجی آ ملے

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

اور شام سے ہاشم بن عتبہ نے آٹھ ہزار کی سپاہ بھیجی تو فوجیوں کی تعداد تینتیس ہزار سے زیادہ ہو گئی۔ لشکر میں بیعت رضوان میں حصہ لینے والے تین سو اصحاب رسول اور ستر بدری صحابہ شامل تھے، کئی جنگ جو، خطیب، شاعر اور سردار، جیسے عمرو بن معدی کرب، طلحہ بن خویلد اور اشعث بن قیس بھی اس میں موجود تھے۔ مثنیٰ کے بھائی معنیٰ اپنی قوم بنو بکر بن وائل کی طرف گئے تاکہ انھیں قابوس بن منذر کی دعوت پر خسروی فوج میں شامل ہونے سے روکیں۔

شراف ہی کے مقام پر خلیفۂ ثانی کا قادسیہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم موصول ہوا۔ انھوں نے مثنیٰ کی وصیت کے مطابق ایسی جگہ مورچے قائم کرنے کی ہدایت کی جہاں آگے ایرانی سرزمین اور پیچھے عرب کے پہاڑ ہوں۔ سعد کا لشکر قادسیہ کو روانہ ہوا، راستے میں غدیب کے مقام پر ایرانیوں کا بارود خانہ آیا تو اس کا سامان سمیٹ لیا گیا۔ قادسیہ پہنچ کر اسلامی فوج کو دو ماہ انتظار کرنا پڑا، ایران کی مقتدر قوتوں میں سے وزیر دفاع رستم حملہ نہ کرنے کے حق میں نہ تھا، لیکن جب فرات کے وسطی علاقے کے لوگوں نے بار بار فوج کی موجودگی سے خبردار کیا تو شاہ یزدگرد نے رستم ہی کو فوج کی کمان دیتے ہوئے قادسیہ جانے کا حکم دیا۔ اس نے مدائن سے نکل کر ساباط میں پڑاؤ ڈالا اور وہاں رہ کر سامان حرب سے مکمل آراستہ ڈیڑھ لاکھ فوج اکٹھی کر لی۔ فاروق اعظم نے جنگ سے پیش تر یزدگرد کو اسلام کی دعوت پیش کرنے کے لیے ایک وفد بھیجنے کی ہدایت دی۔ چنانچہ نعمان بن مقرن، قیس بن زرارہ، اشعث بن قیس، فرات بن حیان، عاصم بن عمر، عمرو بن معدی کرب، مغیرہ بن شعبہ، معنیٰ بن حارثہ، عطارد بن حاجب، بشیر بن ابورہم، حنظلہ بن ربیع اور عدی بن سہیل پر مشتمل ایک سفارت مدائن پہنچی۔ درباری سادہ وضع وقطع والے سفیروں کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔ یزدگرد نے رسمی سوالات پوچھنے کے بعد کہا کہ تمھاری قوم ذلیل و احمق سمجھی جاتی تھی، اب تم ہمارے مقابلے پر اتر آئے ہو۔ ہم تمھاری سرکشی کو اپنے عاملوں اور صوبے داروں کے ذریعے سے دور کر دیتے تھے۔ نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم دنیا سے شرک و بت پرستی مٹانے آئے ہیں، جو اسلام قبول نہیں کرتا، جزیہ ادا کر کے ہماری حفاظت میں آ جائے، ورنہ تلوار ہمارے اور اس کے درمیان فیصلہ کرے گی۔ یزدگرد بولا: تم ہمارے ملک پر قبضہ کرنے کی خواہش نہ کرو۔ ہم تمھارے غلے اور کپڑے لتے کا انتظام کر کے تم پر کوئی نرم حاکم مقرر کر سکتے ہیں۔ اب قیس بن زرارہ آگے بڑھے اور یوں تقریر کی: اللہ نے ہم پر بڑا فضل کیا کہ اس خراب حالت سے نکالنے کے لیے ہمارے اندر ایک نبی مبعوث کیا۔ تمھارے لیے یہی مناسب ہے کہ اسلام قبول کر لو یا جزیہ دینے پر راضی ہو جاؤ، ورنہ تلوار فیصلہ کرے گی۔ یزدگرد آپے سے باہر ہو گیا اور دھمکی دی کہ رستم جلد تم سب کو قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے گا پھر اس نے مٹی سے بھری ٹوکری منگوائی اور قائد وفد عاصم کے کندھے پر رکھ کر دربار سے باہر نکال دیا۔ سعد بن ابی وقاص نے

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

اس مٹی کی ٹوکری کو بھی ایک نیک فال سمجھا، گویا ملک ایران کی مٹی ان کے قبضے میں آ گئی ہے۔

مطالعۂ مزید: البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، الفاروق عمر (محمد حسین ہیکل)، تاریخ اسلام (اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (جامعۂ پنجاب)۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net